بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع

اہم رپورٹ

دینی جماعتوں کے خلاف ایک ناکام سازش کس کی کارستانی اور کس کے اشارے پر؟

ملک میں جاری خانہ جنگی اور افراتفری کا وہ عالم ہے جس کے سامنے افغانستان اور عراق کی صورتحال بھی پاکستان سے کافی بہتر معلوم ہو رہی ہے۔ روز بروز بگڑتی ملکی سیاسی صورتحال کسی نئے طوفانوں کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اقتصادی بدحالی نے بھی ملک کے پہیئے کو جام کردیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر توانائی کے پے در پے بحرانوں نے ہمیں افریقہ کے پسماندہ ترین ممالک کی صف میں کھڑا کردیا ہے۔ کرپشن اور حکومت کی نااہلی نے بھی پاکستان کو بنانا اسٹیٹ کا درجہ دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ان تمام نقصانات اور خامیوں کی جڑ نام نہاد عالمی دہشت گردی کے خلاف بننے والے اتحاد میں پاکستان کی شمولیت ہے۔ دن بدن پاکستان امریکی غلامی میں دھنستا چلا جارہا ہے۔ اسی کی ایماء پر افواج پاکستان اور انتظامیہ سوات' قبائلی علاقوں میں اپنے ہی ہم وطن پاکستانیوں سے حالت جنگ میں ہے اور اس کا جو شدید ترین ردعمل سامنے آرہا ہے اس نے پاکستان کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں ہیں لیکن پھر بھی صاحبان اقتدار کو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ وہ پرائی جنگ میں اپنے ہی گھر میں سوختہ سامانی کا سامان ذوق وشوق سے فراہم کررہے ہیں۔ اس صورتحال میں حکومت نے خانہ پری کیلئے مختلف مسالک کے صرف چند چیدہ چیدہ علماء اور سیاسی زعماء کو ۷ ردسمبر اسلام آباد میں ایک اہم اجلاس کے سلسلے میں دعوت دی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی یہ رائے تھی کہ اس اجلاس کا حسبِ سابق کوئی نتیجہ سامنے نہیں آئے گا کیونکہ اس سے قبل بھی کئی اہم موقعوں پر ہم سب دینی جماعتوں نے مل کر جنرل پرویز مشرف' وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور آرمی چیف جنرل اشفاق کیانی کے سامنے اپنے خدشات' تحفظات اور اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ فوجی آپریشنز اور چند علماء کے فتوؤں سے یہ آگ بجھنے والی نہیں جب تک کہ اس کے عوامل پر غور وخوض نہ کیا جائے اور آپ یہ نہ سمجھیں کہ امریکہ کے اتحادی بننے سے آپ ہر طرح سے محفوظ ہوسکتے ہیں' جب تک آپ امریکی چھتری کے منحوس سایوں سے باہر نہیں نکلیں گے اس وقت تک ملک میں آگ کا یہ الاؤ مزید پھیلتا چلا جائے گا۔ طالبان پر تو انتقام سوار ہے' انہیں علماء کے نصیحتوں' واعظوں اور فتوؤں سے کوئی نہیں روک سکتا۔ کیونکہ اس سے قبل بھی کئی موقعوں پر فتوے جاری ہوچکے ہیں۔ خود وفاق المدارس کے جید علماء کرام اور مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی مدظلہ نے تو کئی بار علمائے دیوبند اور مدارس کا موقف بار بار پیش کیا ہے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند نے بھی کافی

تفصیل سے ان تمام کاروائیوں کے متعلق تفصیلی فتویٰ دیا تھا لیکن پھر بھی طالبان کی کاروائیاں رُکیں نہیں۔ اور اب اس جنگ کے بھیانک نتائج سب کے سامنے عیاں ہیں۔ جب حکومت کسی ایک مطلوب شخص کیلئے پورا پورا گاؤں جہازوں کی ہولناک بمباری کے ذریعے صفحہ ہستی سے مٹائے گی اور وزیرستان وسوات میں ہر داڑھی والے شخص ہر پختون اور ہر مدرسہ کے طالب علم واستاد کو بے گناہ گرفتار کرے گی ان کی تذلیل کی جائے گی اور تو اور سوات اور قبائلی علاقوں میں روزانہ درجنوں بے گناہ ومعصوم لوگوں کو کھیتوں میں لے جا کر بغیر کسی ثبوت اور بغیر کسی جرم کے فائرنگ کے ذریعے قتل کیا جاتا ہے تو اس کا ردعمل بھی لازمی سامنے آئیگا۔ چنانچہ اس تمام صورتحال کے پیش نظر دیوبند مسلک اور دیگر سیاسی جماعتوں کے سربراہوں اور وفاق المدارس کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ دارالعلوم کراچی کے حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تفصیلی مشورہ کیا اور آخر باہمی طور پر یہی طے پایا گیا کہ ۱۷ ردسمبر کے اجلاس میں سیاسی پارٹیوں کے اہم افراد نمائندوں کے طور پر شرکت کرینگے لیکن اس شرط کیساتھ کہ اجلاس کا ایجنڈا تمام علماء کے مشورے کے بعد جاری کیا جائیگا۔ چنانچہ جمعیت علماء اسلام (س) کی طرف سے راقم الحروف حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب پر مبنی وفد ترتیب دیا گیا۔ جمعیت علماء (ف) کی طرف سے سینٹر حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور دیگر اہم رہنما نامزد تھے۔ اسی طرح جماعت اسلامی کی طرف سے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ صاحب جناب میاں اسلم صاحب اور جماعت کے دیگر ساتھی تھے۔ اہلحدیث اور بریلوی حضرات کی طرف سے بھی نمائندے مقرر کئے گئے تھے۔ رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور وفاقی وزیر جناب علامہ حامد سعید کاظمی صاحب اور دیگر اہم افراد سے پہلے یہ طے ہوا تھا کہ رات کے وقت اجلاس کا مسودہ پہلے دیکھا جائیگا اور اس میں تمام علماء و جماعتوں کی شرائط شامل کی جائیں گی۔ اگر وہ شرائط حکومت کو قابل قبول ہوں تو پھر نمائندے شرکت کریں گے ورنہ نہیں۔ وعدے کے مطابق تمام اہم جماعتوں نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے گھر پر حکومتی مسودے کا انتظار کیا پھر ان سے رابطے بھی کئے گئے لیکن حکومت کے نمائندے مذاکرات کیلئے تلاش بسیار کے باوجود ہمیں فراہم نہ ہو سکے اب اجلاس کے شرکاء کو یقین ہوگیا کہ حکومت مسودے کی تیاری کے سلسلے میں علماء سے کوئی مشاورت کرنے کو تیار نہیں تو یہ طے پایا کہ کل کے حکومتی اجلاس میں تمام جماعتیں اور اہم افراد شرکت نہیں کریں گے اور حکومتی کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اسی سلسلے میں مشاورت کی جگہ کے ٹیلی فون سے تمام اہم مرکزی سیاسی لیڈروں سے طویل صلاح مشورے جاری رہے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اِس دن ڈیرہ اسماعیل خان میں تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب بھی اکوڑہ خٹک میں تشریف فرما تھے۔ امیر جماعت اسلامی جناب منور حسن صاحب جناب لیاقت بلوچ صاحب بھی لاہور میں تھے اہل حدیث کے سربراہ سینٹر پروفیسر ساجد میر صاحب سیالکوٹ میں تھے۔ ان تمام

حضرات سے فون پر بار بار طویل مشاورت ہوتی رہی۔ بالآخران قائدین کی ہدایات کے مطابق یہ طے پایا کہ کل حکومتی رویے اوراس کی غیر سنجیدگی کے خلاف ایک مؤثر پریس کانفرنس کی جائے تا کہ قوم کو بتایا جائے کہ حکومت اصل مسئلہ کا حل چاہتی ہی نہیں اور نا وہ اس آگ کو بجھانے میں مخلص ہے اور دوبارہ تمام اہم نمائندوں کا اجلاس کل صبح دس بجے پارلیمنٹ لاجز میں سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کے گھر پر منعقد ہوگا۔ رات کو بارہ بجے تک یہ اجلاس چلتا رہا' اسی دوران حکومتی حلقوں اور خفیہ ایجنسیوں کو دینی سیاسی جماعتوں کے آئندہ کے لائحہ عمل اور کل کی پریس کانفرنس کا علم ہوگیا۔ (اجلاس کے شرکاء موبائل فونز اور لینڈ لائن سے مرکزی قائدین سے ہدایات لے رہے تھے چنانچہ وہ سب ٹیپ ہوگئے) حکومت اس کے اعلیٰ حکام اور وہ قوتیں جن کے ہزاروں خفیہ ایجنٹ اسلام آباد میں تمام اہم وسائل اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے ساتھ براجمان ہیں' انہوں نے رات گیارہ بجے سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری کے گھر سوہن حلوے کا ایک ڈبہ پہنچا دیا کہ یہ مولانا صاحب کے لئے تحفہ ہے۔ صبح دس بجے مولانا عبدالغفو رحیدری کے ہاں میٹنگ شروع ہوگئی۔ اس میں حکومت کے رویہ کے خلاف پریس کانفرنس کا لائحہ عمل اور اہم نکات زیر بحث ہو رہے تھے۔ اجلاس میں مولانا محمد خان شیرانی صاحب' سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ صاحب' مولانا عبدالغفور حیدری صاحب' جناب لیاقت بلوچ صاحب' جناب میاں اسلم صاحب' جناب زبیر صاحب' مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب' مولانا عبدالخالق صاحب' مولانا یوسف شاہ اور راقم الحروف موجود تھے باقی افراد ابھی پہنچنے والے تھے کہ اسی دوران حکومت کی طرف سے مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور جناب حاجی حنیف طیب صاحب اجلاس کے شرکاء کو منانے کیلئے تشریف لائے اور اس بات پر زور دیتے رہے کہ آپ حضرات استحکام پاکستان کانفرنس میں شرکت کریں۔ شرکاء نے ان پر واضح کردیا کہ آپ کا ایجنڈا کوئی اور ہے؟ آپ نے ہماری شرائط مسودے میں شامل نہیں کیں اور نا ہی رات کو آپ لوگوں نے ہم سے مشاورت کی۔ ہم خوانخواہ حکومت کے ساتھ شامل باجے نہیں بننا چاہتے اور آپ سے بھی ہماری یہ گزارش ہے کہ آپ بھی اس حکومتی اجلاس میں شرکت نہ کریں کہ اس بے نتیجہ اجلاس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اس سے قبل بھی حکومت نے جو اجلاس بلائے اس میں صرف علمائے دیوبند اور اکابرین دیوبند ہی کو نشانہ بنایا گیا اور اس سے نفرتیں مزید بڑھیں' مسائل اور پیچیدہ ہوئے اور فضا زیادہ زہر آلودہ ہوئی۔ آج بھی اگر ہم سب جماعتوں نے آپ کے اجلاس میں شرکت کی اور کسی مقرر کی طرف سے دوبارہ الزامات شروع ہوئے تو اس سے مزید اختلاف قوم کے سامنے آئے گا۔ ان حضرات نے جب حد سے زیادہ اصرار کیا تو ہماری طرف سے یہ تین شرائط پیش کی گئیں:

(۱) پاکستان کا امریکہ کے ساتھ اس نام نہاد جنگ میں مزید اتحادی بن کر رہنا شرعاً' اخلاقاً اور قانوناً حرام ہوگا۔

(۲) پاکستان کے حدود میں بے گناہ معصوم شہریوں پر ڈرون حملے بھی قطعی حرام ہیں۔

(۳) پاکستان کے تمام اہم علاقوں میں افواج پاکستان کے جاری آپریشنز فوری طور پر روکے جائیں اور امن کے

لئے مذاکرات کئے جائیں۔

اگر یہ شرائط حکومت ماننے کو تیار ہے تو اجلاس کے شرکاء آپ کی کانفرنس میں شرکت کے لئے آمادہ ہوسکتے ہیں۔ ورنہ صرف خودکش حملوں کی حرمت کے فتویٰ اور اس کی مذمت کا کوئی فائدہ نہیں نکلے گا کیونکہ یہ مسائل کا حل نہیں۔ ہم نے ان حضرات پر یہ بھی اجاگر کیا کہ اگر آپ اپنی غلامانہ پالیسیاں تبدیل کرلیں تو ہم یہ گارنٹی دینے کو تیار ہیں کہ اسی دن سے ملک میں جاری خانہ جنگی افراتفری اور خودکش حملوں کا سلسلہ ازخود رک جائے گا کیونکہ طالبان کی تمام مدافعانہ کاروائیوں کا ایک ہی نقطہ ہے کہ پاکستان امریکی چنگل سے آزاد ہوکر اپنی پالیسیاں خودمختار ملک کے طور پر اپنائے اور پاکستان جو اس لڑائی میں امریکہ اور نیٹو کے لئے ایک بیس کیمپ کے طور پر افغانستان کے خلاف استعمال ہورہا ہے اس سے الگ تھلگ ہوجائے۔ اگر یہ دو کام فوری طور پر کئے جائیں تو ہر طرح کی کاروائیاں اور خانہ جنگی رک جائیگی۔ لیکن مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ اس قدر سخت شرائط حکومت کہاں تسلیم کرسکتی ہے؟ حکومت کی اپنی مجبوریاں ہیں' آپ ان کے لئے نرم شرائط کا انتخاب کریں' میں نے بھی گزشتہ رات حکومت کو اس قسم کا سخت مسودہ پیش کیا تھا جو حکومت نے رَد کردیا۔ تو اجلاس کے شرکاء نے کھل کر کہا کہ جب آپ حکومت کے اہم اتحادی بھی ہیں اور وہ پھر بھی آپ کی تجاویز اور شرائط ماننے کو تیار نہیں تو ہماری شرائط اور تجاویز کو وہ کیسے قبول کرسکتے ہیں؟

اسی گفتگو کے دوران مہمانوں کی تواضع کے لئے مولانا حیدری صاحب نے جو میزبان کے فرائض سرانجام دے رہے تھے' چائے بسکٹ اور سوہن حلوہ مہمانوں کے تواضع کے لئے پیش کیا (جو نامعلوم افراد رات کے اندھیرے میں ان کے گھر چھوڑ آئے تھے) اور ان کے خادموں نے پلیٹیں تقسیم کیں اور اس میں سوہن حلوہ کا ایک ایک پیس سب کیلئے ڈالا۔ چنانچہ اکثر حضرات نے تھوڑا تھوڑا چکھا (صرف مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے جماعتی ساتھیوں نے اس سے احتراز برتا) اسی دوران مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے چائے وغیرہ پی لی اور ناکام ونامراد اپنے حکومتی اجلاس میں مایوس ہوکر چلے گئے۔ اسی دوران پریس کانفرنس کی جگہ کا تعین اور وقت کا انتخاب ہورہا تھا کہ اچانک اجلاس کے شرکاء پر خطرناک اور مہلک ترین زہر کا اثر شروع ہوگیا اور چار پانچ منٹ کے اندر اندر اجلاس کے تمام شرکاء شدید تکلیف اور عارضہ قلب میں مبتلا ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ نو افراد موت وحیات کی کشمکش میں نظر آنے لگے۔ مجھ پر اس وقت تک زہر کا اثر نہیں ہوا تھا کیونکہ کم کھانے اور پرہیز کی عادت کے باعث میں نے صرف وضع داری نبھانے کے لئے ایک چمچ چکھ لیا تھا۔ اسی عادت کے باعث کچھ بچت ہوگئی۔ بہرحال ان تمام حضرات کو فوری طور پر ایمبولینس کے ذریعے قریب ترین ہسپتال پولی کلینک لے جایا گیا۔ راقم نے خود گاڑی چلائی اور اپنے ساتھ کچھ مریضوں کو بھی لے گیا۔ لیکن پھر ہسپتال پہنچتے ہی زہر کا اثر میرے جسم میں پھیل گیا اور پھر کچھ ہی دیر میں ہوش وحواس' دل کی حرکت اور نبض کی رفتار نے مزید جسم وجاں کا ساتھ دینے سے انکار کردیا۔ ہمیں موت سامنے صاف نظر آرہی تھی تمام علماء اور اجلاس کے شرکاء نزع کی حالت میں کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ کا وِرد کررہے تھے۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ زبان اور دماغ دونوں شل ہوکر

مزید الفاظ ادا کرنے سے بھی قاصر ہو گئے۔ اسی بے بسی کے عالم میں دل اس پر خوش تھا کہ ہم ایک نیک کام کے سلسلے میں آئے تھے اور ہمارا دشمن بھی ہمارے سامنے تھا جس کی مسلم دشمنی کسی سے عیاں اور چھپی نہیں پھر اس بات پر بھی اطمینان ہو رہا تھا کہ زہر کے ذریعے حضور اقدس ﷺ کو بھی دشمنوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی' آپ ﷺ کی ایک اور اہم سنت کا ہمیں بھی موقع مل گیا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم لطف وعنایت اور بے حد و بے حساب فضل کے باعث اور ڈاکٹروں کی سرتوڑ کوششوں اور ملک اور دنیا بھر کے مخلص' ہمدرد دوستوں اور علماء وطلباء کی دعاؤں کی بدولت رات تک ہم موت و حیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد ہوش میں آہستہ آہستہ آتے گئے۔ ہمارے اکثر ساتھی تو ICU وارڈ میں عارضہ قلب کی شدت کے باعث منتقل ہو چکے تھے راقم اور ایک اور ساتھی ICU سے باہر اہم انتہائی نگہداشت کے کمرے میں تھے۔ اور صرف ہماری حالت خطرے سے باہر تھی۔ باقی حضرات ابھی خطرے سے باہر نہیں آئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا (ٹی وی چینلز) نے یہ ساری صورتحال لحہ بہ لحہ براہ راست پیش کرنا شروع کردی۔ لیکن چونکہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر مغرب زدہ اور دین ومذہب بیزار افراد کا زیادہ غلبہ ہے لہٰذا انہوں نے اپنے خبث باطن کا اظہار بھی طنز وتمسخر کے طور پر شروع کر دیا۔ علماء اور حلوے کے متعلق کارٹون تمسخر کے طور پر فوری طور پر پیش کئے جانے لگے۔ حالانکہ سارے ملک میں دینی جماعتوں کے کارکنوں اور متاثرہ خاندانوں میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی لیکن انہیں معاملہ کی سنجیدگی کی کوئی پروا نہیں تھی۔ پھر بعد میں اخبارات میں بھی کئی نام نہاد دانشوروں نے علماء کی کردار کشی کے لئے ہتک آمیز کالموں کا سہارا لیا۔ زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ روزنامہ ''اسلام'' جیسے معتبر اور دینی اقتدار کے علمبردار اخبار میں بھی ایک نامعقول شخص نے مذاق کا سہارا لیا اور سارا زور اس بات پر صَرف کیا کہ ساری غلطی علماء کرام اور سیاسی جماعتوں کی ہے اس میں امریکہ یا حکومتی ایجنسیوں کا کوئی کردار معلوم نہیں ہوتا۔ کم سے کم اخبار کے ارباب حل وعقد کو تو اس موضوع پر صحافتی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیئں تھیں کہ اصل حقائق کیا تھے؟ بہر حال پریس کو علماء کے خلاف کی گئی اس بڑی سازش کو بے نقاب کرنے سے کوئی سروکار نہ تھا اور نہ ہے اگر یہ کرکٹ کے کسی کھلاڑی' فلمسٹار' فنکار یا سیکولر سیاسی لیڈر کے ساتھ ایسا اقدام ہوتا (جس طرح قومی کرکٹ کے کوچ باب وولمر کے کیس میں ہوا) تو سارا پریس آسمان سر پر اٹھالیتا۔ چونکہ اس کا تعلق علماء طلباء اور دینی جماعتوں کے ساتھ ہے اس لئے اسے سنجیدہ نہیں لیا گیا کیونکہ علماء طلباء اور مذہب سے وابستہ افراد کا خون فی زمانہ پانی سے زیادہ سستا اور ارزان ہے۔ حالانکہ یہ سب سے مظلوم طبقہ ہے لیکن پھر بھی اسے ظالم اور گناہ گار قرار دیا جاتا ہے۔

آخر اس قدر بڑی گھناؤنی سازش کے تانے بانے کہاں بنے گئے تھے؟ کس کی ایماء پر ساری دینی جماعتوں کے اہم نمائندوں کو ہلاک کرنے کی سازش کی گئی تھی؟ کہیں یہ وجہ تو نہیں تھی کہ ایم ایم اے کے ٹوٹنے کے بعد دوبارہ تمام دینی جماعتیں پہلی مرتبہ اکٹھی ہو رہی تھیں؟ اور یہ مقتدر قوتوں کو گوارا نہیں تھا۔

آخر کار پارلیمنٹ لاجز میں رات کے اندھیرے میں دو افراد بغیر کسی اجازت اور بغیر کسی رکاوٹ کے کیسے داخل ہو گئے؟

اس کیساتھ ساتھ ہاسٹل کے ہر دروازے اور ہر بلاک میں خفیہ کیمرے بھی نصب ہیں۔ ان میں یہ دو افراد کیوں موجود نہیں؟ پھر سب سے اہم سوال یہ ہے کہ زہر کی رپورٹ اور خون کے ٹیسٹوں کی رپورٹس اب تک پندرہ بیس دن گزرنے کے باوجود سامنے کیوں نہیں آسکیں؟ (باوثوق ذرائع بتارہے ہیں کہ حکومت اب اسے فوڈ پوائزنگ کا نام دے کر حقائق چھپانے کی کوشش کررہی ہے) اسکی ایف آئی آر پر کارروائی کیوں نہیں ہوئی؟ (میزبان جماعت جمعیت علماء (ف) بھی اس واقعہ پر پراسرار خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ حالانکہ اصل میں یہ اس کے خلاف سازش کی گئی ہے اور اس کی عزت کا بھی سوال ہے۔ پھر یہ جماعت حکومت میں شریکِ اقتدار بھی ہے' انہیں تو زیادہ ذمہ داری اور غیرت کا ثبوت دینا چاہیے تھا اس کے قائد مولانا فضل الرحمن صاحب نے اس کی تحقیقات اور اس کی مذمت کے سلسلے میں ایک لفظ بھی منہ سے ادا کرنا گوارا نہیں سمجھا' حالانکہ یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔ شاید حقائق کو بے نقاب کرنے میں اقتدار کی مجبوریاں اور مصلحتیں آڑے آرہی ہیں) یہ کون سی صحافت اور ابلاغ عامہ کا انداز ہے؟ دراصل علماء کی کردار کشی انگریز ذہنیت کی ایجاد ہے۔ انگریز جب برصغیر پاک و ہند پر قابض ہوئے تو ان کے راستے میں صرف علماء حق ہی سدِ راہ بن گئے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے لیکر ۱۹۴۷ء تک علماء کا مثالی کردار اور قربانیوں کی ایک لازوال داستان تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ علماء نے ہمیشہ عالمی استعمار اور ہر ظالم حکمرانوں کے خلاف اپنے خون جگر سے آزادی کی تحریکات کی آبیاری اور نشوونما کی ہے۔ اسی باعث انگریزوں نے سب سے زیادہ علماء کے خلاف ہی ظالمانہ کارروائیاں کیں اور اس کیساتھ ساتھ انکے خلاف معاشرے میں انکی توقیر و عزت گھٹانے کیلئے کئی دیگر حربے بھی آزمائے۔ اسی طرح علماء کے خلاف مختلف لطائف اور جھوٹی کہانیاں گھڑی گئیں تاکہ معاشرے میں انکی جگ ہنسائی ہوسکے۔ حلوے اور مُلا کے متعلق کئی قسم کی فرضی کہانیاں بھی بنائی گئیں۔ اسکے ساتھ ساتھ مسلم معاشرے کے کئی اہم باعزت کرداروں کی توقیر بھی گھٹانے کی کوششیں کی گئیں۔ مثلاً ہمارے صوبہ سرحد میں پگڑی اور کُلا عزت' ناموس اور اسلامی روایات اور پختون تہذیب و ثقافت کا ایک اہم شعار ہے۔ انگریزوں نے پگڑی اور خصوصاً کُلا نچلے طبقے کے افراد مثلاً ہوٹلوں کے ویٹروں' چوکیداروں اور میراثیوں کے سروں پر یہ سجادیں تاکہ پختون سرداروں اور علماء کا کردار کم کیا جائے (طرفہ تماشہ یہ ہے کہ آزادی کے ساٹھ سال بعد بھی پاکستان کے تمام بڑے ہوٹلوں اور گورنر ہاؤسز' وزیراعلیٰ ہاؤسز اور پی ایم ہاؤس میں اب تک چوکیداروں اور ویٹروں کے سروں پر پگڑیاں' کُلے اور جناح کیپ سجے نظر آتے ہیں۔ غلامی کی یہ یادگار اب تک ان غلام حکمرانوں نے باقی رکھی ہوئی ہیں) اس کے ساتھ ساتھ انگریزوں نے مسلم معاشرہ کے ہنرمند اور کاریگر طبقوں کے خلاف بھی منفی پروپیگنڈے کیے۔ مشہور واقعہ ہے کہ دہلی میں ایک انگریز کمشنر کے سامنے ایک جولاہے نے ململ کا کپڑا جو کہ کئی گز پر مشتمل تھا ماچس کی ڈبیہ میں اُن کو پیش کیا۔ اس قدر مہارت اور جولاہے کی کارگری کو دیکھ کر انگریز کمشنر حیران رہ گیا اور اس کی رپورٹ لندن بھیجی کہ ولایتی کپڑے کی مصنوعات اس وقت تک برصغیر میں نہیں بک سکتے جب تک ایسا نفیس اور باکمال طبقہ وہاں موجود ہو۔ لہٰذا انگریزوں نے جولاہوں کے خلاف بھی منظم پروپیگنڈہ شروع کردیا اور انکو

معاشرے میں گھٹیا ثابت کرنے کیلئے کئی واقعات گھڑے۔ بہر حال ہمیں تو اس طنز و تشنیع پر فخر ہے کہ ہم ایک دینی کام کے سلسلے میں کام آئے۔ (لوگ تو زہریلی شراب پیتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اسی فسق و فجور اور نشے کی حالت میں مرتے ہیں) ہمیں ایسی ہزاروں سازشیں اور موتیں پھر بھی قبول ہیں۔ حق و باطل کا میدان ازل سے شروع ہے اور تا صبح قیامت یہ سجا رہے گا۔ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز　چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اور۔ جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے　یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

اگر حکومت نام نہاد اجلاس میں یکطرفہ کاروائی کر لیتی تو اس سے زیادہ نقصانات ابھر کر سامنے آتے اور امریکی استعمار کو اپنے غلبہ کیلئے زیادہ تقویت ملتی۔ اگر حکومت واقعی خودکش حملوں کو روکنا چاہتی ہے تو اسے اپنی آزادی کا چراغ پھر سے روشن کرنا ہوگا اور غلامی کی اندھیری رات کو اپنے مقدر کی پیشانی سے کھرچنا ہوگا ورنہ دن بدن ان حملوں میں جیسا کہ نظر آرہا ہے اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے افغانستان کی مثال حکومت پاکستان کو ضرور اپنے پیش نظر رکھنی چاہیے۔ جہاں نیٹو اور امریکہ تمام تر جدید وسائل کے باوجود شکست و ریخت کے عمل سے گزر رہے ہیں تو پاکستان کہاں ان کا متحمل ہوسکتا ہے۔ طالبان سے اگر امریکہ افغانستان میں بار بار مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے اور انہیں شرکت اقتدار کی دعوت دے رہا ہے تو پاکستان کو بھی ضرور مذاکرات کی میز پر آنا چاہیے لیکن یہ عمل ماضی کے عیارانہ مذاکرات کی طرح نہیں بلکہ خلوص دل اور خلوص نیت سے ہونا چاہیے اور اپنی پالیسیوں پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیے اسی میں ملک وملت کی بقاء اور پاکستان اور طالبان سمیت تمام فریقوں کی بھلائی ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۳۲ سے:　(اوباما کی نئی افغان پالیسی)

معاملات سلجھائے اور اس کے بعد تین ممالک کے درمیان 'یونین' کے قیام کی بات کرے۔'' ان کی اس بات پر تعجب نہیں ہے کیونکہ یہی قوتیں ۱۹۸۹ء سے لے کر اب تک اس تذویراتی گہرائی کے نظریے کے متعلق منفی اور گمراہ کن پروپیگنڈا کر رہی ہیں اور ناکام ہیں۔ یہ تصور انشاء اللہ مستقبل قریب میں حقیقت بنے گا۔

صوفی درویش (Whirling Dervishes) کے خالق جلال الدین رومی کہتے ہیں: ''یہ غیر معمولی طاقت کے حامل افغانستان کے لوگ دنیا کو اپنے زیر اثر کر لیتے ہیں۔'' (یہ اقتباس ادریس شاہ کی معروف کتاب The Sufis سے لیا گیا ہے۔) مولانا رومی کی حکیمانہ بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر جانسن جو کہ مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں تھے' مولانا کے بارے میں کہتے ہیں: ''انہوں نے اتحاد امہ کے سربستہ راز کھولے اور ابدی ہدایت کے راستے متعارف کرائے'' اور یہ پیغام دیا کہ افغانستان کی سرزمین سے ابھرتی ہوئی قوت ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے مقابل سویت یونین' امریکہ' اسرائیل' یورپی یونین اور بھارت سب کے سب پسپا ہو چکے ہیں۔ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ مسلم امہ کے اتحاد کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو ہے اور تبدیلی اور امن کی ہوا چل پڑی ہے۔ جس کی سرسراہٹ ابھی سے سنی جاسکتی ہے۔